روزنامہ
الفضل
C.P.L 29-FD ٹیلی فون نمبر 047-6213029
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان
Web: http://www.alfazl.org
Email: editor@alfazl.org

پیر 6 فروری 2006ء 7 محرم 1427 ہجری 6 تبلیغ 1385 ہش جلد 56-91 نمبر 28

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

آل محمدؐ اور اہل بیت کے بارے میں حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آل محمدؐ است

ترجمہ:- میری جان و دل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال پر فدا ہیں اور میری خاک آل محمدؐ کے کوچہ پر قربان ہے۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اول ص 97)

اس میں کس ایماندار کو کلام ہے کہ حضرت امام حسین اور امام حسن رضی اللہ عنہما خدا کے برگزیدہ اور صاحب کمال اور صاحب عفت اور عصمت اور ائمۃ الھدیٰ تھے اور وہ بلاشبہ دونوں معنوں کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آل تھے۔ (تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 ص 364)

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گیارہ بیٹے فوت ہوئے تھے اور پھر انبیاء کو تو رہنے دو۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھو کہ ان پر کیسی کیسی تکلیفیں آئیں۔ آخری وقت میں جو ان کو ابتلاء آیا تھا کتنا خوفناک ہے۔ لکھا ہے کہ اس وقت ان کی عمر ستاون برس کی تھی اور کچھ آدمی ان کے ساتھ تھے۔ جب سولہ یا سترہ آدمی ان کے مارے گئے اور ہر طرح کی گھبراہٹ اور لاچاری کا سامنا ہوا تو پھر ان پر پانی کا پینا بند کر دیا گیا۔ اور ایسا اندھیر مچایا گیا کہ عورتوں اور بچوں پر بھی حملے کئے گئے اور لوگ بول اٹھے کہ اس وقت عربوں کی حمیت اور غیرت ذرا بھی باقی نہیں رہی۔ اب دیکھو کہ عورتوں اور بچوں تک بھی ان کے قتل کئے گئے اور یہ سب کچھ درجہ دینے کے لئے تھا۔ (ملفوظات جلد پنجم ص 336)

ہم ان کو راستباز اور متقی سمجھتے ہیں۔ (ملفوظات جلد پنجم ص 328)

حضرت امام حسین سید المظلومین تھے۔ (ترجمہ عربی عبارت سر الخلافہ- روحانی خزائن جلد 8 ص 353)

رونے سے تکلیف ہوتی ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار حضرت حسینؓ کے رونے کی آواز سنی تو آپ نے ان کی والدہ حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس کے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔

(سیر اعلام النبلاء جلد 3 ص 284- محمد بن احمد ذھبی موسسة الرسالہ بیروت- 1413ھ- طبع نہم)

زادراہ جمع کرلو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا:۔

''یہ بھی یاد رہے کہ بلاؤں کے دن نزدیک ہیں اور ایک سخت زلزلہ جو زمین کو تہ و بالا کر دے گا قریب ہے۔ پس وہ جو معائنہ عذاب سے پہلے اپنا تارک الدنیا ہونا ثابت کر دیں گے اور نیز یہ بھی ثابت کر دیں گے کہ کس طرح انہوں نے میرے حکم کی تعمیل کی خدا کے نزدیک حقیقی مومن وہی ہیں اور اُس کے دفتر میں سابقین اوّلین لکھے جائیں گے۔ اور مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ زمانہ قریب ہے کہ ایک منافق جس نے دنیا سے محبت کر کے اِس حکم کو ٹال دیا ہے وہ عذاب کے وقت آہ مار کر کہے گا کہ کاش مَیں تمام جائیداد کیا منقولہ اور کیا غیر منقولہ خدا کی راہ میں دیتا اور اس عذاب سے بچ جاتا۔ یاد رکھو! کہ اس عذاب کے معائنہ کے بعد ایمان بے سُود ہوگا اور صدقہ خیرات محض عبث۔ دیکھو! مَیں بہت قریب عذاب کی تمہیں خبر دیتا ہوں۔ اپنے لئے وہ زاد جلد تر جمع کرو کہ کام آوے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لوں اور اپنے قبضہ میں کرلوں۔ بلکہ تم اشاعت دین کے لئے ایک انجمن کے حوالے اپنا مال کرو گے اور بہشتی زندگی پاؤ گے۔ بہتیرے ایسے ہیں کہ وہ دنیا سے محبت کر کے میرے حکم کو ٹال دیں گے مگر بہت جلد دنیا سے جدا کئے جائیں گے۔ تب آخری وقت میں کہیں گے هٰذَا مَاوَعَدَ الرَّحْمٰنُ (۔)''۔

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 328، 329)

پس غور کریں، فکر کریں۔ جو سستیاں، کوتاہیاں ہو چکی ہیں اُن پر استغفار کرتے ہوئے اور حضرت مسیح موعود کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جلد از جلد اس نظامِ وصیت میں شامل ہو جائیں۔ اور اپنے آپ کو بھی بچائیں اور اپنی نسلوں کو بھی بچائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے بھی حصہ پائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 2004ء مطبوعہ الفضل سالانہ نمبر 2005ء ص 11)

(مرسلہ: سیکرٹری مجلس کارپرداز)

وقف عارضی کے نتیجہ میں غفلت دور ہوگئی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں۔

ہماری ایک جماعت کسی زمانہ میں بڑی ہی مخلص تھی۔ اس میں پڑھے لکھے آدمی موجود تھے حضرت مسیح موعود کے (رفقاء) تھے۔ اور وہ جماعت بڑی مخلص تھی۔ لیکن اس وقت اس کی یہ حالت ہے کہ وہاں حضرت مسیح موعود کے جو (رفقاء) تھے وہ وفات ہوگئے۔ پڑھے لکھے لوگ اس گاؤں کو چھوڑ کر باہر ملازمتوں کے سلسلہ میں چلے گئے۔ آج وہاں ایک بھی ایسا پڑھا لکھا آدمی موجود نہیں جو آگے کھڑا ہو کر نماز ہی پڑھا سکے۔ اب ایسی جماعت نے بہرحال کمزور ہونا تھا۔ بڑی عجیب بات یہ ہے کہ نہ تو مربی نے اور نہ امیر ضلع نے مرکز کو کبھی توجہ دلائی۔ کہ اس جماعت کا یہ حال ہے۔ اس کی طرف توجہ کی جائے۔ اگر وقف عارضی کے نتیجہ میں ہمیں اس جماعت کی حالت کا علم نہ ہوتا تو پانچ چھ سال اور گزرنے کے بعد ہمارے کاغذوں اور رجسٹروں میں سے بھی اس جماعت کا نام مٹ جاتا اور کسی شخص کو یہ علم نہ ہوتا کہ وہاں کوئی احمدی ہے یا نہیں۔ چندہ لینا اصل چیز نہیں۔ گو جماعت کے افراد کے لحاظ سے مالی قربانی بھی اصل چیزوں میں سے ہے۔ لیکن ہمارے لئے تو اصل چیز یہ ہے کہ دین...... روح ان کے اندر پیدا ہو اور ان کے دلوں میں بڑی شدت سے اس احساس کو جگایا جائے کہ بندہ خدا تعالیٰ کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور اس کی پیدائش کی غرض خدا تعالیٰ کے قرب اور اس کی رضا کا حصول ہے۔ اس لئے تم دنیا کے کیڑے نہ بنو بلکہ اپنے رب کی طرف جھکو اور اس سے نور حاصل کرو۔ اس کی رضا کو حاصل کرو۔ اور اس کی بہشت میں داخل ہو جاؤ۔

جس جماعت کا میں نے ذکر کیا ہے ممکن ہے کچھ عرصہ اور اس کا نام ہمارے رجسٹروں میں رہتا۔ کچھ نہ کچھ چندہ وہاں سے آتا رہتا۔ اور ہم سمجھتے کہ وہاں جماعت قائم ہے لیکن اگر وہ چندہ دینا بند کر دیتے تو کسی کو پتہ ہی نہیں تھا کہ ایک جماعت مٹ رہی ہے گو ابھی وہ جماعت مری نہیں۔ کیونکہ وقف عارضی کے نتیجہ میں اس کی بے ہوشی اور غفلت دور ہوگئی ہے اور اس میں زندگی کے آثار نمودار ہو گئے ہیں اور انشاء اللہ توقع ہے کہ نہ اس جماعت میں زندگی کے آثار ہی نمودار ہوں گے بلکہ اس کی ترقی کی صورت بھی نکل آئے گی۔ جو واقف وہاں گئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر وہاں کوئی مربی رکھا جائے یا واقفین عارضی کے مختلف گروہ وہاں آتے رہیں تو وہاں اصلاح و ارشاد کا میدان بھی کھلا ہے گویا واقفین عارضی کے جانے سے پہلے اس جماعت کے مرنے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ اور اب ان کے جانے کے بعد نہ صرف اس کی زندگی بلکہ اس کی ترقی کے سامان بھی نظر آنے لگ گئے ہیں۔

پس جماعت یا تو مجھے ایک ہزار مربی دے (یعنی ایک ہزار بچے آج مجھے دے دے۔ جنہیں تربیت دے کر مربی بنایا جائے) اور یا ضرورت کے مطابق واقفین عارضی مہیا کرے۔ اگر آپ مجھے آج ایک ہزار بچے دے دیں گے تو میں اپنے رب سے امید رکھتا ہوں بلکہ مجھے یقین ہے کہ خدا تعالیٰ ان ایک ہزار بچوں کی تربیت اور تعلیم کا سامان بھی مجھے دے دے گا۔ لیکن ان کی تیاری پر بھی وقت لگے گا۔ یعنی جب تک وہ نو سالہ کورس پورا نہ کرلیں یا اگر وہ میٹرک پاس ہوں تو گیارہ سال اور اگر چھوٹے ہیں تو تیرہ سال کا عرصہ ان کی تربیت کا گزر نہ جائے۔ اس وقت تک عارضی واقفین کی ضرورت رہے گی۔ کیونکہ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ ہم اس قسم کی کمزور جماعتوں سے جس کا میں ذکر کر چکا ہوں۔ غفلت برتیں اور میرے لئے یہ ناممکن ہے کہ میں چپ ہو کر بیٹھ جاؤں اور ڈرتے ڈرتے اپنی زندگی کے دن گزاروں کہ کہیں مجھ پر خدا تعالیٰ کا غضب نازل نہ ہو۔ اس لئے کہ میں اس قسم کی جماعتوں کو جگانے کا انتظام نہیں کر رہا۔ اگر آپ مجھے واقفین نہیں دیں گے یا خود وقف کے لئے آگے نہیں آئیں گے تو اللہ تعالیٰ کوئی اور سامان پیدا کردے گا۔ لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے کیوں محروم ہو رہے ہیں۔

پس میں آج پھر جماعت کو بڑے زور کے ساتھ اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے کم از کم پانچ ہزار واقفین کی ضرورت ہے جو ہر سال دو ہفتہ سے چھ ہفتہ تک کا عرصہ دین کی خدمت کے لئے وقف کریں۔

(خطبات ناصر جلد اول ص 406)

(مرسلہ: قائد تعلیم القرآن و وقف عارضی مجلس انصار اللہ پاکستان)

تحریک جدید کیلئے خصوصی مساعی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریک جدید کے سال 72 کا اعلان کرتے وقت ارشاد فرمایا تھا کہ تحریک جدید کے نئے سال میں پہلے کی نسبت بڑھ کر قربانیاں پیش کی جائیں۔ تحریک جدید کی طرف سے 3 تا 13 فروری 2006ء کو عشرہ وصولی منانے کا اعلان کیا گیا ہے۔ جماعتیں اس عشرہ میں خصوصی اہتمام فرمائیں کہ اس عشرہ میں ہماری مساعی گزشتہ سال کی نسبت زیادہ خوشکن نتائج پیدا کرنے کی موجب ہوں جیسا کہ تاریخ سے ظاہر ہے تحریک جدید کا ہر سال سابقہ سال کی نسبت زیادہ اخراجات کا متقاضی ہوتا ہے اس لئے حضور کے ارشاد کو اس عشرہ کو مناتے وقت ہر آن پیش نظر رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ سب جماعتوں کو اس کی توفیق سعید بخشے۔

(وکیل المال اول تحریک جدید)

نصاب برائے مطالعہ کتب

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی طرف سے ماہ فروری 2006ء کیلئے چشمۂ معرفت صفحہ 151 تا 200 خدام الاحمدیہ کے مطالعہ کیلئے مقرر کی گئی ہے۔ خدام کثرت سے اس کا مطالعہ کریں۔

(مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ پاکستان)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر / امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب شادی

مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اول تحریک جدید تحریر کرتے ہیں میری نواسی مکرمہ سعدیہ رفعت رشید صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر رشید محمد راشد صاحب آئی سپیشلسٹ فضل عمر ہسپتال ربوہ کی تقریب رخصتانہ میرے نواسے مکرم احمد اقبال رضوان خان صاحب (کمپیوٹر انجینئر) ابن محترم حسن اقبال خان صاحب آف بالٹی مور امریکہ کے ساتھ مورخہ 4 جنوری 2006ء کو منعقد ہوئی۔ تقریب رخصتانہ کے موقع پر خاکسار نے دعا کروائی۔ اگلے دن مورخہ 5 جنوری 2006ء کو مکرم احمد اقبال رضوان خان صاحب کے دادا مکرم ڈاکٹر اقبال احمد خان صاحب سابق امیر ضلع مظفر گڑھ کی طرف سے دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا اس موقع پر مکرمہ سعدیہ کے دادا مکرم ہومیو ڈاکٹر سلطان احمد مجاہد صاحب سابق معلم وقف جدید نے دعا کروائی۔ قبل ازیں دونوں کا نکاح مورخہ 2 جنوری 2006ء کو بیت الراجکی ربوہ میں بعد از نماز عصر مکرم مقصود احمد قمر صاحب مربی سلسلہ نے 12 ہزار امریکن ڈالرز حق مہر پر پڑھا اور بعدہ دعا کروائی۔ قارئین کرام کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو بہت مبارک کرے اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔ آمین

تقریب آمین

مکرم میجر (ریٹائرڈ) میاں عبدالباسط صاحب تحریر کرتے ہیں کہ خاکسار کی عزیزہ سنیہ مبارکہ صاحبہ بنت مکرم پیر محی الدین مظہر احمد صاحب مرحوم بعمر 15 سال نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے قرآن کریم کا لفظی ترجمہ اپنی دادی محترمہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم پیر صلاح الدین صاحب مرحوم سے سیکھا۔ عزیزہ کی آمین 20 دسمبر 2005ء کو محترم کموڈور شبیر احمد صاحب کے مکان واقعہ سیکٹر E-8 اسلام آباد پر ہوئی۔ عزیزہ محترم کرنل پیر ضیاء الدین صاحب کی نواسی ہے اور حضرت میر محمد اسماعیل صاحب مرحوم کی تیسری نسل سے ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ کو قرآن کریم پڑھنے، اس کے حقیقی معنی سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، خوش بخت اور دین کی خادمہ بنائے اور لمبی صحت والی عمر عطا فرمائے۔ آمین

مکرم محمد انوار صاحب کراچی تحریر کرتے ہیں کہ میرے نواسے باسل احمد ابن مکرم ڈاکٹر نور الدین کمال صاحب ابن مکرم ڈاکٹر عبدالقادر ہاشمی صاحب مرحوم کی تقریب آمین مورخہ 20 دسمبر 2005ء کو احمدیہ بیت الذکر کنری میں ہوئی بچے کی عمر سات سال ہے اور وہ وقف نو کی مبارک تحریک میں شامل ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قرآنی علوم سے منور فرمائے۔ (آمین)

مکرم احمد خان صاحب کی وفات

مکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب وقف جدید ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ مکرم احمد خان صاحب مندرانی معلم وقف جدید مورخہ 26 جنوری کو فضل عمر ہسپتال ربوہ میں انتقال کر گئے مرحوم کو تقریباً 36 سال بطور معلم وقف جدید خدمت دین کی سعادت حاصل ہوئی۔ مرحوم 13 مارچ 1939ء کو مکرم یار محمد خان صاحب بستی مندرانی ضلع ڈیرہ غازی خان کے ہاں پیدا ہوئے مرحوم کے دادا حضرت نور محمد خان صاحب اور نانا حضرت محمد عثمان صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ تھے۔ مرحوم نے مڈل کا امتحان 1952ء میں منگروٹھہ شرقی سے پاس کیا اور دینی تعلیم اپنے گھر سے حاصل کی۔ اپنے خوابوں کی بنا پر زندگی وقف کی اور 1969ء میں معلمین کلاس میں ایک سالہ تعلیم مکمل کرنے کے بعد 1970ء میں چک 39/D.B ضلع خوشاب میں پہلی تقرری ہوئی۔ اس کے علاوہ علاقہ نگر پارکر ضلع بدین، کوٹ قیصرانی، بہاولنگر، وہاڑی پنجاب کے مختلف اضلاع میں خدمت دین کی توفیق ملی۔ آخری ایام میں پکا نسوآنہ ضلع جھنگ میں خدمت دین کر رہے تھے گزشتہ ڈیڑھ ماہ سے پھیپھڑوں میں انفیکشن کی وجہ سے فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج تھے۔ مرحوم بہت ملنسار، مہمان نواز تھے نہایت سادہ اور درویشانہ طبیعت پائی تھی صاحب رویا و کشف تھے دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں بہت مستعد تھے اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود کا پہلوان کہا کرتے تھے اپنی کامیابیوں اور قبولیت دعا کے ایمان افروز واقعات بیان کرتے ہوئے بطور خاص یہ کہا کرتے تھے کہ یہ حضرت مسیح موعود اور خلفاء کی برکت سے ہیں ورنہ میری کیا حیثیت ہے۔ 26 جنوری کو ہی بعد نماز مغرب بیت المبارک میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ناظر دعوت الی اللہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مرحوم موصی تھے بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد مکرم رفیق احمد جاوید صاحب قائمقام پرنسپل مدرسۃ الظفر نے دعا کروائی۔ مرحوم نے پسماندگان میں ایک بیوہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل بخشے۔ آمین

پبلشر آغا سیف اللہ، پرنٹر سلطان احمد ڈوگر مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دار النصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت -/4 روپے

مکرم مبشر احمد خالد صاحب

مذہب کی ضرورت اور فلسفہ

لفظ 'مذہب' کا مفہوم

مذہب کا فلسفہ اور اس کی حقیقی روح کو جاننے اور سمجھنے کے لئے سب سے پہلے لفظ 'مذہب' کے لغوی اور اصطلاحی معنٰی کو جاننا ضروری ہے۔ 'مذہب' عربی زبان کا لفظ ہے جس کا لفظی مطلب ہے اَلطَّرِیْقَۃُ (المنجد) یعنی کوئی ایسا راستہ جس پر چلا جائے۔ اصطلاحاً یہ لفظ اس مخصوص راستہ کے لئے استعمال ہوتا ہے جس پر چلنے سے عرفانِ الٰہی حاصل ہو۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ سے ایک زندہ تعلق قائم ہو جائے اور اس کا وصال نصیب ہو۔

مذہب کا نقطۂ مرکزیہ

مذہب کی اصل روح اور اس کے تمام احکام و نواہی کا نقطۂ مرکزیہ خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ خدا تعالیٰ کے وجود کے بغیر مذہب کی کوئی حقیقت اور وجود اور ضرورت باقی نہیں رہتی۔ لہٰذا مذہب کی حقیقت اور فلسفہ کو سمجھنے کے لئے خدا تعالیٰ کی ذات پر ایمان لانا اور ذات باری تعالیٰ کے وجود کو تسلیم کرنا بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ ورنہ کسی قیمت پر بھی مذہب کی حقیقی روح اور اس کی ضرورت و فلسفہ سمجھ میں نہیں آ سکتا۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے سے مراد

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور ذات باری تعالیٰ کو تسلیم کرنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جو تمام صفات کی جامع اور تمام نقائص سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اس کائنات عالم کا خالق و مالک اور رازق ہے۔ وہ ہر ایک امر پر پوری قدرت رکھنے والا ہے اور اس کے سامنے کوئی چیز انہونی نہیں۔ وہ احد ہے، بے نیاز ہے، نہ وہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ کسی کا باپ ہے اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے اور اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اس کے ہر حکم کی تعمیل میں ہی ہماری بہتری ہے۔

ہستی باری تعالیٰ کے دلائل

خدا تعالیٰ کی ہستی پر کامل ایمان لانے کا مسئلہ جب اٹھتا ہے تو وہاں یہ سوال بھی اٹھ سکتا ہے کہ ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت کیا ہے؟ اس لئے اس سلسلہ میں بھی کچھ لکھنا ضروری ہوگا۔

چونکہ یہ مضمون زیادہ تر ان ذہنوں کے پیش نظر لکھا جا رہا ہے جو کافی حد تک خدا تعالیٰ کی ہستی کے قائل ہیں۔ صرف مذہب کی حقیقی روح اور فلسفہ سے کم علمی کے باعث نا آشنا ہوتے ہیں۔ اس لئے اس سلسلہ میں صرف دو باتیں ہی لکھنا کافی ہوگا۔

1۔ دنیا کی کوئی قوم، کوئی خطہ اور کوئی دور ایسا نظر نہیں آتا جس میں خدا تعالیٰ کی ہستی کا تصور اور عقیدہ نہ ملتا ہو۔ یہ الگ بات ہے کہ ان تصورات اور عقائد میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ لیکن اس حقیقت سے یہ ضرور یقین حاصل ہو جاتا ہے کہ:۔ خدا ہے

صرف خدا کے وجود اور اس کی صفات کو سمجھنے میں غلطی یا اختلافات پیدا ہوئے ہیں۔

2۔ اس کائنات عالم پر غور کرنے سے یہ حقیقت بھی بڑی نمایاں اور واضح طور پر نظر آتی ہے کہ اس کائنات کی ہر ایک چیز میں ایک نظام اور ترتیب نظر آتی ہے اور اس نظام میں ذرہ بھر بھی سقم یا کوتاہی نظر نہیں آتی۔ آج بھی چاند سورج اور ستارے اسی طرح اپنے وقت پر طلوع اور غروب ہو رہے ہیں جس طرح آج سے ہزاروں سال پہلے طلوع و غروب ہو رہے تھے۔ اور اجرام فلکی سب کے سب اپنے اپنے مقررہ مدار پر گردش کر رہے ہیں اور کبھی بھی کوئی اجرام فلکی میں سے کسی دوسرے سے نہیں ٹکرایا۔ موجودہ سائنس یہ ثابت کر چکی ہے کہ سورج چاند اور ستاروں میں سے اگر کوئی ذرہ بھر بھی اپنے مدار سے ہٹ جائے تو پوری کائنات تباہ ہو سکتی ہے۔ لیکن کبھی ان کے نظام میں کوئی معمولی سا بھی بگاڑ پیدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ ہر ذی روح اپنی ہی قسم اور نسل کو جنم دینے کا باعث بنتی ہے۔ کبھی بھی ایسا دیکھنے میں یا سننے میں نہیں آیا کہ کسی ایک جانور کی قسم نے کسی دوسری قسم کے جانور کو جنم دیا ہے اور ہمیشہ، ہر چرند، پرند، حشرات اور نباتات اپنی ہی نسل اور قسم کی تولید کا باعث بنتے ہیں۔

ان تمام باتوں پر غور کرنے سے لازماً انسان اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ کوئی ایسی طاقت ہے جو اس نظام عالم کو کنٹرول کر رہی ہے۔ جس کی وجہ سے ہر چیز میں ہمیشہ ایک نظام اور ترتیب نظر آ رہی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو لازماً کوئی ایسا انتشار عمل میں آتا جس سے یہ سارا نظام ابتر ہو جاتا۔ پس جو طاقت اس کائنات کے نظام کو کنٹرول کر رہی ہے۔ وہی خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔

انسان کی حقیقت

اللہ تعالیٰ کی ہستی کا کامل ادراک حاصل کرنے کے بعد فلسفہ مذہب کو سمجھنے کے لئے انسان کی حقیقت کو سمجھنا بھی انتہائی ضروری ہے۔ اس کے بغیر مذہب کی حقیقی روح کو سمجھنا مشکل ہے اور اس حقیقت کی طرف آنحضرتؐ نے اپنے اس ارشاد گرامی میں ہماری توجہ مبذول کروائی ہے کہ:۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ

یعنی جس نے اپنے نفس کا ادراک حاصل کر لیا تو اس نے گویا اپنے رب کی معرفت حاصل کر لی۔

دراصل معرفت الٰہی ہی مذہب کی جملہ تعلیمات کی غرض و غایت ہے۔ اس لئے اب ثابت یہ ہوا کہ غور اس بات پر کیا جائے کہ اس کائنات میں انسان کی حیثیت کیا ہے؟ اور اس کی پیدائش کا مقصد کیا ہے؟ اور پھر اس مقصد کو کس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے؟

پس یہی وہ بنیادی باتیں ہیں جن کو اگر ہم سمجھ لیں تو سارے مسائل خود بخود حل ہو سکتے ہیں اور اگر ان باتوں کو سمجھنے سے ہم قاصر رہتے ہیں تو پھر ہماری زندگی کی کوئی بھی حقیقت اور فلسفہ نہیں ہے۔ اور پھر ہماری حیثیت بھی عام مخلوق کی طرح ہے۔

دنیا میں لامحدود اور حد شمار سے باہر مخلوقات موجود ہیں۔ ان میں سے ایک انسان ہے۔ مگر انسان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ تمام مخلوقات میں سے اشرف اور افضل ہے۔ اس لئے کہ وہ کائنات کی ہر ایک شے سے مستفید ہو رہا ہے اور حکمرانی کر رہا ہے۔

ایک انسان دو چیزوں کا مجموعہ ہے

1۔ جسم 2۔ روح

جسم روح کے بغیر بیکار ہے اور روح جسم کے بغیر بے کار ہے۔ دونوں کے وجود کے لئے ایک دوسرے کا سہارا لازمی ہے۔ صحت مند اور پُرسکون وہی انسان ہو سکتا ہے۔ جو جسمانی اور روحانی دونوں لحاظ سے مکمل اور صحیح ہو۔ ان میں سے ایک کی خرابی اور کمزوری سے دوسرا حصہ لازماً متاثر ہوگا۔ نتیجتاً وہ انسان غیر صحت مند اور بے چین رہے گا۔

جس طرح جسم کی صحت کے لئے جسمانی غذا کی ضرورت ہے اسی طرح روح کی صحت کے لئے روحانی غذا کی بھی ضرورت ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ روحانی غذا کس طرح میسر آئے؟ پس اسی غذا کے سامان ہمیں ایک سچا مذہب فراہم کرتا ہے اور یہی مذہب کی غرض و غایت ہے۔

انسان کی پیدائش کی غرض

ایک انسان کے مختصراً جسمانی اور روحانی تجزیہ سے واقفیت کے بعد طبعاً ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان کی پیدائش کی غرض و غایت اور مقصد کیا ہے؟

ہم اس کائنات پر غور کرنے سے اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اس کائنات کی معمولی سے معمولی چیز بھی بے فائدہ اور بے مقصد نہیں ہے بلکہ ایک معمولی سے معمولی چیز بھی اپنے اندر ہزاروں فوائد اور مقاصد رکھتی ہے۔ اور پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ تمام مخلوقات میں سے صرف ایک انسان ہی ہے جو کائنات پر حکمرانی کر رہا ہے اور کائنات عالم کی ہر ایک شے سے مستفید ہو رہا ہے۔ ان تمام حقائق کے بعد ذہن میں اس سوال کا پیدا ہونا ایک طبعی امر ہے کہ انسان کی پیدائش کا مقصد اور غرض کیا ہے؟ پس اب جب یہ ثابت ہو گیا ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے تو لازماً اس کی تخلیق کا مقصد بھی کائنات کی ہر شے سے بڑا اور زیادہ اہم ہوگا۔

یہ اتنا اہم اور ضروری سوال ہے کہ اس کی حقیقت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہی اتنی ترقی اور زندگی کے آسان ہو جانے کے باوجود ہر انسان ذہنی طور پر پریشان ہے اور سکون کی تلاش میں ہر مادی حیلہ اور سبب استعمال کر چکا ہے مگر پھر بھی بے چین ہے۔ بدقسمتی سے انسان صرف اپنی زندگی کا مقصد یہی سمجھ بیٹھا ہے کہ کھاؤ، پیؤ اور عیش کرو۔ اسی غلط فہمی کی بنا پر آج دنیا میں مادہ پرستی کا دور دورہ ہے اور نفسا نفسی کا عالم ہے۔ کوئی کسی کا ہمدرد نہیں، عدل و انصاف نام کا نہیں، جو ایک معاشرہ کی تعمیر و ترقی کی بنیاد ہے اور نتیجہ یہ ہے کہ ہر انسان ذہنی انتشار کا شکار ہے۔ لاکھوں کروڑوں اور عربوں کی ملکیت اور جائیدادوں کے باوجود اور زندگی کی ہر سہولت سے بہرہ ور ہونے کے باوجود آج کا انسان غیر مطمئن ہے۔

پس جب تک ایک انسان اپنی حقیقت کو پہچاننے کی کوشش نہیں کرتا اور اسی طرح اپنی پیدائش کی غرض و غایت اور مقصد کو نہیں سمجھتا اور پھر ان اصولوں کے ماتحت زندگی نہیں گزارتا جو اس مقصد کے حصول کے لئے ہمیں بتائے گئے ہیں وہ کبھی بھی اس انتشار اور بگاڑ کا سدباب نہیں کر سکتا۔ دراصل لوگوں کی تمام کوششوں اور سوچ کا تعلق ہمارے مادی جسم تک محدود ہے۔ جبکہ ایک انسان کی ذات کا ایک دوسرا حصہ بھی ہے جو روح کہلاتا ہے۔ جس کی طرف ہماری توجہ نہیں جاتی۔ حالانکہ صرف جسمانی صحت انسان کو مطمئن اور پُرسکون نہیں کر سکتی جب تک کہ ہماری روح بھی صحت مند نہ ہو اور روح کی صحت کے لئے روحانی غذا کی ضرورت ہے۔ جس کے سامان ہمیں ایک حقیقی اور سچا مذہب عطا کرتا ہے۔ یہاں اس امر کا مختصراً ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ جسمانی نظام کو منظم اور صحت مند رکھنے کے لئے بھی کچھ اصول درکار ہیں ورنہ ہر انسان کا صرف مادی وسائل سے جسمانی صحت کو برقرار رکھنا بھی ممکن نہیں اور وہ اصول یا قواعد بھی ہمیں ہمارا دین ہی بتا سکتا ہے۔ جو ہماری فطرت کے مطابق ہوں۔

پس اب جب ہم اس حقیقت کو سمجھ گئے ہیں کہ ایک صحت مند انسان کے لئے جسمانی اور روحانی دونوں لحاظ سے مکمل ہونا ضروری ہے تو اب حل طلب سوال یہی رہ جاتا ہے کہ ایک انسان کی پیدائش کی غرض کیا ہے اور اسے حاصل کس طرح کیا جا سکتا ہے؟

یہ ایک صداقت پر مبنی اصول ہے کہ کسی چیز کو تخلیق کرنے کی حقیقی غرض یا اس کی تخلیق کا اصل مقصد وہی بتا سکتا ہے جو اس کی تخلیق کرتا ہے یا ایجاد کرتا ہے۔ اب چونکہ ہمارا یہ ایمان ہے کہ ہمیں خدا تعالیٰ نے اپنے امر سے پیدا کیا ہے اس لئے ہماری پیدائش کی حقیقی غرض بھی صرف وہی بتا سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں جب ہم اللہ تعالیٰ کی پاک کلام پر مبنی کتاب قرآن کریم کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس میں انسان کی پیدائش کی غرض و غایت ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے کہ:۔

میں نے جن و انس کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ (الذاریات:158)

عبادت سے مراد ہر وہ فعل جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کیا گیا ہو۔ یعنی جس میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کا اظہار ہو اور اس فعل سے اس کی ذات بابرکات کی ہستی کا ثبوت ملتا ہو۔ اس حقیقت کی وضاحت اور مزید تشریح ایک اور حدیث قدسی کرتی ہے۔ میں ایک مخفی خزانہ تھا پس میں نے ارادہ کیا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے آدم (یعنی بنی نوع انسان) کو پیدا کر دیا۔

(مزیل الخفاء والالباس جلد 2 ص 132 مصنفہ اسمٰعیل بن محمد العجلونی)

پس مذکورہ بالا آیت کریمہ اور حدیث قدسی کو یکجائی نظر سے دیکھنے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں انسان کو اپنے نائب اور خلیفہ کے طور پر پیدا کیا ہے تا اس طریق پر اس کی قدرت نمائی ہو۔ چونکہ خدا تعالیٰ کا کوئی مادی وجود نہیں اس لئے اس مادی دنیا میں ضروری تھا کہ مخلوق میں سے کوئی ایسا وجود ہوتا جس کے ذریعہ وہ اپنی ذات کا پتہ دیتا۔

انبیاء کی بعثت کی غرض

اب جبکہ یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ انسان کی پیدائش کا ایک مقصد ہے اور وہ مقصد بہت بڑا اور بہت اہم ہے۔ جس سے انسان خدا کا نائب اور نمائندہ ثابت ہوتا ہے تو اب حل طلب بات یہ ہے کہ اس مقصد کی تکمیل کس طرح ہو سکتی ہے؟

سورۃ الذاریات کی آیت نمبر 58 میں اس سوال کا جواب دیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک انسان خدا کا عبد بن جائے یعنی اس کے رنگ میں رنگین ہو جائے اور مکمل طور پر اس کی صفات کا مظہر بن جائے اور چونکہ انسان فطرتاً اور طبعاً ایک نمونہ کا محتاج ہے اور وہ نمونہ بھی مادی اور جسمانی شکل میں ہو اور پھر وہ بھی اس کی جنس کے ذریعہ ہو۔ تو اس صورتحال کے پیش نظر اللہ رب العزت نے انسانوں میں سے ہی بعض لوگوں کو منتخب کیا۔ جنہیں اپنے الہام اور وحی کے ذریعہ اپنی معرفت عطا کی اور انسان کی پیدائش کی غرض سے روشناس کروایا اور پھر اس مقصد کی تکمیل اور حصول کے لئے کچھ اصول بتائے اور انہیں بتایا کہ اس مقصد کے لئے آپ کا انتخاب کیا گیا ہے اور اب آپ نے میری اس تعلیم کے ذریعہ بنی نوع انسان کو میری ذات سے روشناس کرانا ہے اور انہیں وہ اصول اور طریقے بتانے ہیں جن پر عمل کر کے وہ میری معرفت حاصل کر سکتے ہیں اور اس طرح وہ ایک خوشگوار اور پرسکون اور کامیاب زندگی گزار سکتے ہیں۔ اور جو ان اصولوں اور ضابطوں کے مطابق عمل نہیں کرے گا وہ میری معرفت حاصل کرنے سے محروم رہے گا۔ اور یوں وہ روحانی غذا سے محروم رہے گا جس سے اس تعلیم پر عمل نہ کرنے کے نتیجہ میں بنی نوع انسان میں بگاڑ اور فساد پیدا ہوگا اور اس طرح وہ زندگی کے اصل مقصد کو پانے میں ناکام و نامراد رہیں گے۔ جس کے نتیجہ میں وہ اخروی زندگی جو کہ لامتناہی ہے کی نعمتوں سے محروم رہیں گے اور نیز بنی نوع انسان میں بگاڑ پیدا کرنے والوں پر حجت تمام ہونے کی شکل میں میرا سخت عذاب اس دنیا میں بھی نازل ہوگا اور اخروی زندگی میں نہ صرف وہ جنت کی نعماء سے محروم رہیں گے۔ بلکہ ان کو ان کے جرموں کی سخت سزا بھی ملے گی۔

پس یہی مذہب کی حقیقی روح اور فلسفہ ہے کہ انسان کو اس کی حقیقت کا پتہ دے۔ اس کو وحشیانہ حالت سے انسان بنا دے اور پھر انسان سے با اخلاق انسان بنا دے اور پھر با اخلاق انسان سے باخدا انسان بنا دے اور نیز اس زندگی میں عمل شریعت کا ایک فعل یہ ہے کہ شریعت حقہ پر قائم ہو جانے سے ایسے شخص کا بنی نوع انسان پر ایک اثر یہ ہوتا ہے کہ وہ درجہ بدرجہ حقوق العباد کو پہچانتا ہے اور عدل اور احسان اور ہمدردی کی قوتوں کو اپنے اپنے محل پر استعمال کرتا ہے اور جو کچھ خدا نے اس کو علم اور معرفت اور مال اور آسائش میں سے حصہ دیا ہے سب لوگوں کو حسب مراتب ان نعمتوں میں شریک کر دیتا ہے۔ وہ تمام بنی نوع پر سورج کی طرح اپنی تمام روشنی ڈالتا ہے اور چاند کی طرح حضرت اعلیٰ سے نور پا کر وہ نور دوسروں تک پہنچاتا ہے اور نیکی اور بھلائی کی راہیں لوگوں کو دکھاتا ہے اور ہر ایک ضعیف کی پردہ پوشی کرتا ہے اور تھکوں ماندوں کو آرام پہنچاتا ہے اور ہر ایک حاجت مند کو اپنے سایہ کے نیچے جگہ دیتا ہے اور سب کو اپنی کنار عاطفت میں لے لیتا ہے۔ سو یہی مذہب کی حقیقی روح اور فلسفہ ہے اور سچے مذہب اور سچی شریعت کا یہی اثر ہوتا ہے کہ سچے مذہب کی پیروی کرنے والا اور حق اللہ اور حق العباد کو پورے طور پر ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور مخلوق کا سچا خادم بن جاتا ہے۔ پس اسی مقصد کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ہر قوم، ہر علاقے اور ہر دور میں بعض احادیث کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث فرمائے جو اپنی اپنی قوموں کو یہ درس دیتے رہے۔

آنحضرتؐ سے قبل تمام انبیاء ایک مخصوص قوم، مخصوص علاقے اور مخصوص وقت کے لئے مبعوث ہوتے رہے لیکن آنحضرتؐ کو یہ کمال حاصل ہے کہ آپ ان تمام حدود اور قیود سے باہر اور آزاد ہیں اور آپ کی شریعت کاملہ قیامت تک کے لئے پیدا ہونے والے جملہ مسائل کا حل اپنے اندر رکھتی ہے۔ اس لئے اب نہ کسی نئی شریعت والے نبی کی ضرورت ہے اور نہ کسی نئی شریعت کی ضرورت ہے۔ کیونکہ وہ مقصد جس کے لئے ایک انسان کو تخلیق کیا گیا ہے اس کے حصول کے تمام گر اور اصول ہمیں یہ شریعت بتاتی ہے اور ان میں کسی قسم کی کمی نظر نہیں آتی، اب ہمیں سوچنا چاہئے کہ مذہب کے اس کردار سے دوری یا بیزاری کی کیا وجہ ہے؟

مذہب سے دوری کے نقصانات

فی الحقیقت پچھلی ساری بحث کے بعد الگ طور پر اس عنوان کے تحت کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ یہ ایک سیدھی سی بات ہے کہ مذہب جو روح ہمارے اندر پیدا کرنا چاہتا ہے اور جس مقام پر ہمیں فائز کرتا ہے ہم اس سے مذہب سے دوری یا لاتعلقی کے نتیجہ میں محروم رہ سکتے ہیں اور اس طرح نہ ہم اشرف رہ سکتے ہیں اور نہ ہی ہم مقصد حیات کو پا سکتے ہیں اور جو اطمینان اور سکون یاد الٰہی سے اور عبادت الٰہی سے ہمارے اندر پیدا ہو سکتا ہے۔ ہم اس سے بھی محروم رہیں گے لیکن چند باتیں ذرا الگ طور پر اور نمایاں طور پر ضرورت مذہب کا احساس دلانے کے لئے لکھ دینا بھی مناسب ہوگا۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ ایک انسان کی صحت اور تسکین کے لئے جسم اور روح دونوں کا صحت مند ہونا ضروری ہے اور جس طرح جسم کی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے جسمانی غذا کی ضرورت ہوتی ہے بالکل اسی طرح روح کی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے روحانی غذا کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور روحانی غذا ذکر الٰہی اور عبادت الٰہی کے بغیر ملنا ممکن نہیں۔ ذکر الٰہی اور عبادت الٰہی کی طرف رغبت پیدا کرنے والی چیز ہی مذہب ہے۔ پس مذہب سے لاتعلقی کے نتیجہ میں ایک انسان کی روحانی غذا کا دروازہ بند ہو سکتا ہے اور اس طرح وہ روحانی طور پر بیمار ہونے سے کبھی بھی مطمئن اور پرسکون نہیں رہ سکتا۔

اجتماعی اور انفرادی زندگی گزارنے کے لئے کوئی قاعدہ کلیہ یا کوئی ضابطہ حیات چاہئے جس میں اچھے برے کی تمیز ہو۔ نقصان دہ اور نفع بخش امور کی وضاحت ہو۔ ایک دوسرے کے حقوق اور ذمہ داریاں معین ہوں۔ پھر ان کی پاسداری کے کچھ اصول ہونے چاہئیں۔ وگرنہ ہماری زندگی بالکل بے لگام ہو کر رہ جائے گی اور معاشرہ پنپ نہیں سکتا اور انسانی زندگی بالکل وحشیانہ ہو کر رہ جائے۔ انسان اور حیوان میں کوئی فرق باقی نہ رہے۔

یہ سب اصول اور قواعد وضوابط اور نفع ونقصان دہ امور کی وضاحت صحیح طور پر وہ ہستی کر سکتی ہے جس نے انسان کو تخلیق کیا ہے۔ ورنہ ہر انسان کی اپنی اپنی سوچ الگ مزاج الگ دلچسپیوں کی وجہ سے کسی بھی اصول کو تمام بنی نوع انسان کے لئے قابل قبول ہونا ممکن نہیں ہے اور نہ ہی انسانی بنائی ہوئی شریعت یا آئین فطرت انسانی کے تقاضوں کو پورا کر سکتی ہے۔ کیونکہ امر و نہی ایسا ہی ہونا چاہئے جس کو فطرت انسانی قبول کر سکتی ہو یا اس پر عمل کرنا اس کے بس اور اختیار میں ہو۔ ان ساری باتوں کا خیال وہی ذات کر سکتی ہے جس نے انسان کو پیدا کیا اور اس کو ایک فطرت عطا کی۔ کوئی انسان ان تمام امور کا خیال نہیں رکھ سکتا۔

نیز اگر انسان کو کسی قسم کی شریعت کی حدود و قیود سے مکمل طور پر آزاد کر دیا جائے تو ہر انسان کی زندگی کا رخ اور سمت مختلف ہو۔ جس کا نتیجہ سوائے انتشار اور قدم قدم پر تصادم کے اور کچھ نہیں نکل سکتا۔

پھر مذہب کا تعلق براہ راست انسان کے قلبی جذبات سے ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات ایک انسان اپنے نام نہاد مذہب یا مذہبی عقیدہ کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور حقیقی مذہب کا پیروکار تو کسی قیمت پر مذہبی حدود و قیود کو توڑنا پسند نہیں کرتا بشرطیکہ وہ مذہب کی حقیقی روح کو سمجھتا ہو اور اپنے مذہب کی عزت و وقار کے لئے ہر قسم کی جذباتی اور نفسانی خواہشات کو قربان کر سکتا ہے۔ جبکہ مذہب سے باہر رہ کر ایسی کیفیت بہت کم نظر آتی ہے۔ اسی وجہ سے وہ تمام تحریکات اور ازم ناکام ہو گئے اور آہستہ آہستہ ان کا نام ونشان مٹ گیا جن کے پیچھے حقیقی مذہب کی روح کارفرما نہیں تھی۔

مذہب سے تعلق کی نتیجہ میں چونکہ ہر کام میں رضاء اور مقصود ذات باری تعالیٰ ہوتی ہے۔ اس لئے جہاں اس عظیم ہستی سے تعلق کا شوق رہتا ہے۔ وہاں قوانین قدرت کو توڑنے اور حقوق العباد کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے سے اس بالا ہستی کا خوف بھی ذہن میں رہتا ہے اور اسی طرح اخروی زندگی میں جزاء وسزا کا یقین انسان کو اچھے کاموں کے کرنے کی ترغیب دیتا ہے اور برے کاموں سے بچنے میں مدد دیتا ہے۔ جس سے ہمارا قبلہ سیدھا رہ سکتا ہے اور ہم اپنی اصل منزل کی طرف گامزن رہ سکتے ہیں اور قطع نظر روحانی نعمتوں اور فوائد کے جسمانی زندگی کی کامیابی میں بھی مذہب سے تعلق بہت مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ شریعت کی حکومت کو دلی طور پر اور حقیقی طور پر قبول کیا جائے۔

پس مذہب سے وابستگی میں فائدہ ہی فائدہ ہے اور اگر فائدہ کچھ نہیں ہے تو نقصان بھی نہیں ہے۔ جبکہ لاتعلقی کے نتیجہ میں نقصان ہی نقصان ہے۔ اگر خدا کی ہستی اور کسی حقیقی دین کی حقانیت یا سچائی میں دیئے جانے والے تمام دلائل سے کوئی مطمئن نہیں ہو سکتا۔ تو اس صورت میں بھی ایمان لانے سے اس کا کیا نقصان ہو سکتا ہے؟ اور اگر واقعتاً خدا ہے اور خدا کے انبیاء اپنے دعویٰ میں برحق ہیں اور مذہب نہ صرف تصور ہے بلکہ حقیقت ہے تو اس صورت میں وہ ایمان نہ لا کر ان فوائد سے محروم رہ سکتا ہے جو ایمان لانے اور قبول کرنے کے نتیجہ میں اسے حاصل ہو سکتے ہیں۔

بعض منفی خیالات کا رد

اگر کوئی یہ سوال اٹھائے کہ دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے اور پھر ان کے بعد ان کے خلفاء اور علماء بھی دین اور مذہب کی تبلیغ کرتے رہے اور اس پر ہزاروں سال گزر گئے ہیں مگر اس کے باوجود مذہب کی وہ غرض جو بتائی جاتی ہے پوری ہوتی نظر نہیں آتی اور ہر مذہب کا پرچار کرنے والا اور دعوت الی اللہ کرنے والا اپنے سلسلہ اور پیغام کے دنیا میں غالب اور پھیل جانے کے دعوے کرتا رہا ہے۔ مگر دنیا جوں کی توں ہے اور اس دنیا نے ایسے ہی چلتے چلے جانا ہے۔ خود بخود گردش زمانہ سے اس کے رخ اور سمتیں متعین ہوتی چلی جائیں گی اور یہ توڑ پھوڑ جس طرح پہلے سے ہوتی آئی ہے آئندہ بھی اسی طرح ہوتی رہے گی۔

اسی طرح ایک یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ مذہب نے انسانیت کا استحصال کیا ہے اور ایک دوسرے کے قریب کرنے کی بجائے اور زیادہ دوریاں اور نفرتیں

انسانیت کے درمیان حائل ہوگئی ہیں اور لوگ فرقوں اور گروہوں میں بٹ گئے ہیں جس سے لوگوں کے درمیان نفرت کی دیواریں کھڑی ہوگئی ہیں۔ اسی طرح مذہب کی تعلیم دینے والوں میں مذہب کی حقیقی روح نظر نہیں آتی۔ ان کے قول اور فعل میں تضاد نظر آتا ہے۔

مذہب یا شریعت کے تسلط سے ایک انسان کی فکری، ذہنی اور عملی آزادی اور دیگر صلاحیتیں محدود ہو کر رہ جاتی ہیں اور مذہب کی حدود و قیود سے اس کی فطرتی صلاحیتوں کو پورے طور پر اجاگر ہونے کا موقعہ نہیں ملتا۔

ان کے علاوہ بھی بہت سارے سوالات اٹھائے جاتے ہیں۔ لیکن ان سارے سوالات اور اعتراضات کا اصولی اور بنیادی جواب یہ ہے کہ یہ سارے اعتراضات درحقیقت مذہب کی حقیقی روح کو نہ سمجھنے کا نتیجہ ہیں۔ اگر اس کی حقیقی روح کو سمجھ لینے اور اس کے مطابق عمل کرنے کے بعد پھر بھی یہ اعتراضات رہیں تو پھر واقعی اپنے آپ کو خواہ مخواہ محدود کرنے کی کوئی ضرورت یا مقصد نہیں۔

ہمارا دین ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ دوسروں کے جذبات کا احترام کیا جائے۔ دوسروں کے آرام کے لئے اپنا آرام قربان کیا جائے۔ کسی کو بھی حقارت کی نظر سے نہ دیکھا جائے اور کبھی اس فعل کا ارتکاب نہ کیا جائے جس سے دوسروں کے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے تو ہمیں ایسا کر لینے سے کیا نقصان ہے؟ بلکہ فائدہ ہے۔

باقی جس طرح دنیا کی ہر چیز میں ایک نظام نظر آتا ہے۔ کچھ چیزیں اس نظام کو قائم رکھنے والی ہوتی ہیں اور کچھ توڑنے والی ہوتی ہیں۔ اب وہ چیزیں جو اس نظام کی شیرازہ بندی کو بکھیرنے والی ہوں ان سے بچنا ضروری ہے اور وہ چیزیں جو اس نظام کو برقرار رکھنے میں مدد دیتی ہیں ان کو اختیار کیا جائے۔ پس مذہب یا شریعت کے احکام و نواہی میں بھی یہی حکمت ہے۔ اس لئے وہ پابندیاں جن میں ہماری اپنی بہتری ہے اور ہم اپنی صلاحیتوں کو برمحل استعمال کر سکتے ہیں ان کو ذہنی، فکری اور عملی آزادی کے منافی سمجھنا مناسب نہ ہوگا۔

جہاں تک اس امر کا تعلق ہے کہ دنیا میں اتنے مذاہب اور فرقے۔ سب اپنی اپنی سچائی پر بڑی مضبوطی سے قائم ہیں اور بڑے بڑے مضبوط دلائل بھی رکھتے ہیں۔ اس صورت میں کسی ایک مذہب یا جماعت کو اختیار کرنا بہت مشکل ہے۔ تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ جو مذہب بھی ایسی تعلیم دیتا ہے جو فطرت کے تقاضوں کے مطابق ہے اور نیز اس کی پیروی میں مذہب کی حقیقی روح حاصل ہو سکتی ہے تو وہ مذہب سچا ہے اور جس مذہب کی پیروی کے نتیجہ میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی صحیح ادائیگی نہ ہو سکے وہ مذہب کسی قیمت پر سچا کہلانے کا حق نہیں رکھتا۔

☆......☆......☆

ماخوذ

حضرت امام حسینؓ غیر مسلموں کی نظر میں

پنڈت جواہر لال نہرو

امام جانتے تھے کہ راہ حق کیا ہے اور اس پر چلنے کے لئے جان دینی ہوگی۔ امامؓ کو اطلاع ملی کہ یزید کی فوج پیاسی ہے امامؓ کے پاس پانی تھا یہ بڑی بھاری سیاست تھی کہ دشمن کو پیاسا ہی رکھا جائے اور پانی نہ پلایا جائے لیکن امامؓ کی سیاست میں یہ لکھا تھا کہ دشمن کو بھی پیاسا نہ رکھا جائے اور ان کو بھی پانی پلایا جائے بلکہ ان کے گھوڑوں کو بھی سیراب کیا جائے اور امامؓ نے ایسا ہی کیا...... ذرا دوسری سیاست کو دیکھئے امامؓ پر پانی بند کر دیا جاتا ہے۔ آپؓ نے عزت کی موت کو ذلت کی زندگی پر ترجیح دی۔ دنیا نے اس شہادت سے جان لیا صحیح سیاست کیا تھی کون کامیاب ہوا اور کون ناکام ہوا۔ آپؓ نے تمام انسانیت کو پیغام دیا کہ ''انسان ہمیشہ صحیح راستے پر چلے اور عزت کی موت کو ذلت کی زندگی پر ہمیشہ ترجیح دے اور ہمیشہ حق پر ہی قائم رہے دعا ہے کہ خداوند عالم ہم سب کو حضرت امام حسینؓ کے اسوہ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے''۔

مہاتما گاندھی جی

''معرکہ کربلا دنیا کی تاریخ میں پہلی آواز ہے اور شاید آخری بھی جو مظلوموں کی حمایت میں بلند ہوئی اور جن کی صدا آج تک فضائے عالم میں گونج رہی ہے''۔

منشی پریم چند

''تاریخ نے اعلیٰ مقاصد کے لئے اور حق و صداقت کے راستے پر بہت سی قربانیوں کے واقعات کو محفوظ کیا ہے ان میں سب سے بلند قربانی حضرت امام حسینؓ کی ہے جو تیرہ سو سال قبل کربلا کے میدان میں پیش کی گئی تھی۔ گزشتہ تیرہ سو سال میں جس طرح ہر مسلمان حکمران بادشاہ نے صرف اپنی طاقت کے ذریعہ اپنی حکومت کو اسلامی کہلوایا ہے اس سے اسلام ابتداء ہی میں ختم ہو جاتا اگر امام حسینؓ اور ان کی مختصر سی جماعت اپنے خون کا نذرانہ پیش کر کے اسلام کو مکمل ہلاکت سے نہ بچالیتی۔ میری پرارتھنا یہ ہے کہ ان کی اور ان کے کارناموں کی یاد ہم سب کو متاثر کرے اور ہم میں محبت اور یگانگت کے جذبات پیدا کر سکے۔ ہمیں ایک دوسرے کے جذبات اور خیالات کا احساس اور احترام کرنا چاہئے۔ ان کی یاد منانے سے ہمارا تزکیہ نفس ہونا چاہئے تاکہ ہمارے دلوں میں سے بغض و حسد اور انتقام کی خواہشات مٹ جائیں اور گنہگار اپنے گناہوں سے توبہ کر لیں''۔

ایس ابن لال (دانشور)

''حضرت امام حسینؓ نے ہمیں جو سبق سکھایا ہے وہ ہماری زندگی کے لئے چراغ راہ ہے یہ تو آسان ہے کہ حق کے لئے اپنی جان دے دی جائے مگر یہ بہت مشکل ہے کہ ہزاروں دشمنوں کے مقابلہ میں چند گنے چنے ساتھیوں و رشتہ داروں کو لے کر ان کا مقابلہ کیا جائے اور یکے بعد دیگرے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو قتل ہوتا ہوا دیکھا جائے۔ امام حسینؓ نے ہمیں جو سبق سکھایا تھا وہ سبق آج تک ہم سیکھنے کی کوشش کر رہے ہیں''۔

بی جی کھیرو (سابق وزیر اعلیٰ)

''بزرگ ہستیاں خواہ ان کا تعلق کسی مذہب سے ہو، ہمارے نزدیک واجب الاحترام ہیں اور غیر مذہب کے رہنماؤں کی عزت کرنا ایک ایسا وصف ہے جو ہندوؤں کو اپنے رشیوں سے ورثہ میں ملا ہے یہی وجہ ہے کہ برہم سماج جیسی سوسائٹیاں ہندوؤں میں قائم ہوئیں اور اب بھی ہندوؤں کی سرپرستی اور مدد سے چل رہی ہیں اگر ہم عرب کے اس شہید اعظم حضرت امام حسینؓ کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں تو اس کا مقصد مسلمانوں کو خوش کرنا نہیں بلکہ درحقیقت ایک عظیم شخصیت کا مطالعہ کرنا اور انسانیت کے تئیں اپنے فرض ادا کرنا ہے''۔

لالہ دینا ناتھ

''تاریخ کا ایک سبق اور واقعہ وہ عظیم جاودانی اثر ہے جو کربلا کے غم انگیز سانحہ سے دنیا اسلام پر مرتب ہوا یہ انتہائی مخالف ماحول میں انسانی قوت ارادی کی فتح ہے۔ .... کربلا کے المیہ نے انسانی دنیا پر لافانی اثر چھوڑا ہے جس کی تاریخ شاہد ہے لیکن عجیب بات ہے کہ اتنی طویل صدیاں گزرنے کے بعد بھی لاکھوں انسانوں کے دلوں پر ان کا اثر ہے جو ایسے دکھ درد والے واقعہ سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ قربانی جس قدر پُرخلوص اور اس کا مقصد جتنا اونچا اور اعلیٰ ہوگا اتنی ہی زوردار اور اثر والی اس کی آواز ہوگی۔ یہ حقیقت ہے کہ لاتعداد نسلیں کربلا کی اس قربانی اور سانحہ سے زبردست طریقہ پر اثر پذیر ہوتی آئی ہیں خود اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ قربانی کس قدر لازوال قیمت رکھتی ہے۔ حضرت امام حسینؓ کی قربانی اور جرأت کے کارناموں نے گزشتہ تیرہ صدیوں میں بے شمار انسانوں پر بڑے دوررس اثرات ڈالے ہیں ان کے کارناموں کی یاد منانے میں شمولیت میرے لئے باعث سعادت ہے''۔

پنڈت ویاس دیو

''میں امام حسینؓ کی عظیم قربانی کے سامنے اس لئے سر جھکاتا ہوں کہ انہوں نے پیاس کی تکلیف اور موت کو نہ صرف اپنے بلکہ اپنے بیٹوں کے لئے اپنے پورے خاندان اور دوستوں کے لئے قبول کر لیا لیکن ظالم حکومت کے لئے سر نہیں جھکایا مجھے یقین ہے کہ اسلام کا فروغ تلوار کے ذریعہ نہیں ہوا بلکہ قربانیوں کے ذریعہ ہوا ہے۔ میں نے کربلا کی داستان اس وقت پڑھی جبکہ میں نوجوان تھا اس نے مجھ کو دم بخود کر دیا میں نے کربلا کے ہیرو کی زندگی کا بغور مطالعہ کیا تو مجھے یقین ہو گیا کہ بھارت کی نجات حسینی اصولوں پر عمل کرنے سے ہو سکتی ہے''۔

پنڈت سندر لال (دانشور)

''حضرت امام حسینؓ کی ذات اس ظلمت اور تاریکی میں ایک منارہ نور کی حیثیت رکھتی ہے ان کی شہادت انسانیت کو درس بصیرت دیتی رہے گی اور اس کی وحشیانہ قوت کے مقابلے میں ثبات قدم عطا فرمائے گی''۔

پنڈت گوبند بلبھ پنتھ

سابق وزیر داخلہ بھارت

''سیدنا امام حسینؓ نے جو بات کہی سیدھی سادی اور سچی کہی۔ حضرتؓ نے چال بازیوں سے کام نہ لیا آخر امام عالی مقامؓ اور ان کے ساتھی شہید ہو گئے اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہار کس کی ہوئی؟ اسے بس دو فقروں میں کہا جا سکتا ہے کہ حسینؓ کے جسم کی اور یزید ابن معاویہ کے ارادوں کی۔ ظاہر بین اسے امامؓ کی ہار کہیں تو کہیں چشم حق بین اسے حسینؓ ابن علی ابن ابوطالب کی جیت کہے گی سلام حسین ابن علیؓ پر جو حق پرست تھا''۔

پنڈت رام چندر نرائن

تکو روشن لکھنوی

''تاریخ انسانی کے غم ناک واقعات میں کوئی بھی واقعہ اتنا دلخراش نہ ہوگا جتنا نینوا کے میدان میں جنگ حسینؓ کا سانحہ ہے۔ آہ! وہ عین سجدہ میں قتل کئے گئے اور شہادت کا عظیم درجہ حاصل کر گئے''۔

پنڈت امرناتھ جی

الٰہ آباد یونیورسٹی

ملتی نہیں نظیر شہادت حسینؓ کی
انسان کیا بتائے گا عظمت حسینؓ کی

(نوائے وقت سنڈے میگزین 27 فروری 2005ء)

☆..........☆......☆......☆

ہومیو ڈاکٹر مقبول احمد صدیقی صاحب

جلسہ سالانہ قادیان کی یادیں

کئی سالوں سے جلسہ سالانہ قادیان دیکھنے کی خواہش بالآخر دسمبر 2005ء کے جلسہ میں شمولیت سے پوری ہوئی اور خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ یہ خواہش بھی ایسے جلسہ پر پوری ہوئی کہ جس میں خلیفہ وقت بھی تشریف لا رہے تھے اور یہ ایک بہت ہی تاریخی جلسہ ثابت ہوا۔

مورخہ 25 دسمبر 2005ء کو خاکسار اپنے بھائی مکرم نعیم احمد صاحب صدیقی کے ہمراہ واہگہ بارڈر لاہور کے ذریعے انڈیا میں داخل ہوا۔ بارڈر سے کلیئر ہونے کے بعد ہم بس میں سوار ہوگئے۔ بارڈر سے قادیان تک سڑک انتہائی اعلیٰ درجہ کی بنی ہوئی ہے۔ چنانچہ بڑے آرام دہ سفر کے ساتھ محض 2 گھنٹے 15 منٹ میں ہم قادیان پہنچ گئے۔

جونہی منارۃ المسیح نظر آیا تو دل اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر سے بھر گیا کہ میں کس قدر خوش نصیب ہوں کہ آج اس مقدس سرزمین پر کھڑا ہوں کہ جسے دیکھنے کے لئے کروڑوں لوگ ترستے ہیں۔

قادیان اترتے ہی ہر طرف گہما گہمی دیکھنے کو ملی، خوبصورت جھنڈیوں، بینرز سے اور بجلی کے قمقموں سے پورا قادیان سجا ہوا تھا۔ قافلے در قافلے قادیان پہنچ رہے تھے۔ استقبالیہ پر نام درج کرانے کے بعد ہمیں ٹھہرنے کے لئے بہشتی مقبرہ کے ایک حصے میں لگے ہوئے خیموں میں جگہ دی گئی یہاں بستر اور سامان رکھنے کے بعد مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھنے کا وقت ہو رہا تھا اب تو خواہش ہو رہی تھی کہ فوراً بیت الاقصیٰ پہنچیں اور اپنے پیارے آقا کی امامت میں نماز ادا کریں۔ چنانچہ بیت الاقصیٰ پہنچ گئے۔ حضور کی آواز اللہ اکبر جونہی کانوں میں پڑی تو دل کی کلی کھل گئی۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد لنگر سے کھانا کھایا اور خیموں میں آگئے۔

اگلے دن صبح جیسا کہ جلسہ سالانہ کے دنوں میں روزانہ کا شیڈول تھا پہلے نماز تہجد باجماعت ہوئی یہ ایک بہت ہی روحانی ماحول تھا کہ تمام لوگ اتنی سردی میں گرم گرم لحافوں سے نکل کر بیت الاقصیٰ کی طرف روانہ ہو رہے تھے۔ تہجد کی نماز کے بعد فجر کی نداء ہوئی۔ یہ نداء اس قدر مؤثر انداز سے دی جاتی کہ دل اس کی طرف متوجہ ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ دل میں خوب اتر جانے والی آواز تھی اس کے بعد حضور انور بیت الاقصیٰ میں تشریف لائے اور نماز فجر پڑھائی۔ نماز کے بعد روزانہ بیت الاقصیٰ میں کسی عالم دین کا مختصر درس القرآن ہوتا۔ اس کے بعد کئی لوگ قرآن کریم کی تلاوت کرنے لگتے تو کئی بہشتی مقبرہ کی طرف روانہ ہو جاتے تا کہ قبور پر دعا کر سکیں۔ اس کے بعد ناشتہ ہوتا۔ حضرت مسیح موعود کے لنگر کا اپنا ہی مزہ ہے۔ اس کے بعد گرم گرم چائے تو خوب ہی لطف دیتی کیونکہ موسم کافی سرد ہوتا تھا۔

اس کے بعد آہستہ آہستہ لوگ جلسہ گاہ کا رخ کرنے لگتے۔ پہلے دن جونہی ہم جلسہ میں پہنچے تو حضور انور کا شفیق اور بابرکت چہرہ مبارک دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ حضور کے افتتاحی خطاب سے جلسہ کا باقاعدہ آغاز ہو گیا۔

پہلے دن جلسہ میں چند خدام نے نہایت خوش الحانی سے حضرت مسیح موعود کا عربی قصیدہ پڑھا۔ ان کی آواز نہایت پُرسوز تھی کہ دل ایک ایک شعر پر حضرت محمد عربی ﷺ کی محبت میں ڈوبتا چلا جاتا تھا۔

ایک موقع پر دو خدام نے نہایت گرج دار انداز سے ایک ترانہ بھی پڑھا جس میں بار بار یہ شعر آتا تھا۔

فلک جانے کب سے یہی کہہ رہا ہے
اٹل ہے خدا کا یہ قول رشیق
یاتیک من کل فج عمیق
یاتیک من کل فج عمیق

یہ سنتے ہی میں خیالوں میں کھو جاتا کہ اللہ اللہ کیا عظیم الشان تیری شان ہے کہ آج سے 123 سال قبل 1882ء میں اسی قادیان سے خدا کے ایک پیارے نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ خدا نے مجھے بتلایا ہے کہ یاتون من کل فج عمیق یعنی ایک زمانہ آئے گا کہ اس کثرت سے لوگ تیری طرف آئیں گے کہ جن راہوں پر وہ چلیں گے وہ تنگ پڑ جائیں گی۔

آج واقعی اس پیشگوئی کو پورا ہوتے میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ ہر طرف لوگوں کی کثرت تھی۔

اسی طرح جلسے کے اوقات کے علاوہ ایک دفعہ میں قادیان کی گلیوں سے گزر رہا تھا کہ ایک بہت ہی پُرزور انداز سے پڑھی گئی ایک نظم کی آواز میرے کانوں میں پڑی جس کا ایک شعر یوں تھا۔

سختیوں سے قوم کی گھبرا نہ ہرگز اے عزیز
کھا کے یہ پتھر تو لعل بے بہا ہو جائے گا

یہ شعر سنتے ہی ایک عجیب روحانی کیفیت طاری ہوگئی۔ میں نے سوچا کہ واقعی جس کے متعلق یہ کہا جاتا تھا کہ وہ فنا ہو جائے گا یا ہم اس کا نام ونشان مٹا کر رکھ دیں گے وہ تو آج پوری دنیا پر چھا گیا تھا اسی کے شہر سے اس کا نام پوری عزت کے ساتھ پوری دنیا میں پھیل رہا تھا۔ اسی خدا کے پیارے نے تو یہ بھی فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا۔

(تجلیات الٰہیہ ص 21)

آج منظر یہ تھا کہ دنیا کے بیسیوں ممالک سے ہر خطہ سے لوگ اسی کے قصبہ میں اس کی قدم بوسی کے لئے کھچے چلے آئے تھے۔ میں نے ان میں بہت سے کروڑ پتی افراد بھی دیکھے بہت امیر بھی تھے اور بہت غریب آدمی بھی تھے۔ کینیڈا، انگلینڈ، جرمنی اور دیگر یورپی ممالک سے آئے افراد بھی دیکھے تو افریقہ اور ایشیا کے پسماندہ ترین علاقوں سے آئے ہوئے لوگ بھی تھے گویا ہر نسل ہر رنگ کے لوگ آج قادیان میں موجود تھے۔

اللہ نے ان کے دلوں میں اپنے پیارے کی بے پناہ محبت ڈال دی تھی۔ انہیں میں کچھ ایسے غریب اور مسکین بھی تھے جو کیرالہ اور اڑیسہ اور کنیا کماری جیسے دور دراز علاقوں سے تین تین دن اور تین تین راتوں تک کا مسلسل سفر کر کے زندگی میں پہلی بار قادیان پہنچے تھے۔ ان میں سے اکثر کے کپڑے انتہائی غریبانہ تھے انہوں نے نہایت کم درجہ کی چپلیں پہن رکھی تھیں اور شدید سردی کے موسم میں ان کے پاس جرابیں تک بھی نہ تھیں۔ ان میں سے اکثر نے کہا کہ ہم ایک سال سے پیسے جوڑ رہے تھے تا کہ ہم دیار مسیح جانے کے لئے مناسب رقم اکٹھی کر سکیں۔ اللہ اللہ یہ ان لوگوں کی کس قدر قربانی تھی، اخلاص تھا اور مسیح موعود سے محبت تھی اور درحقیقت یہ کشش اور محبت اللہ نے ہی ان کے دلوں میں ڈالی تھی کہ وہ مامور زمانہ کے قصبہ کی قدم بوسی اور اس کے خلیفہ کی زیارت کرنے کے لئے آئے تھے قادیان ایسا قصبہ ہے کہ جس میں آج کل بھی موجودہ زمانے کی سہولیات کے لحاظ سے کوئی خاص کشش نہیں پائی جاتی نہ ہی اس میں کوئی تفریحی مقام ہے اور نہ کوئی تجارتی منڈی اس میں ہے اور نہ ہی دنیاوی شہنشاہوں کی تاریخی عمارات اس میں موجود ہیں۔ پس جو بھی یہاں آتا ہے وہ درحقیقت خود نہیں آتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کے مسیح موعود کی محبت اسے خود یہاں کھینچ کر لے آتی ہے۔

پس قادیان میں آیا ہوا ہر فرد ہر شخص محض اور محض مسیح موعود کی محبت میں ہی یہاں آیا تھا اور اس کے خلیفہ کی زیارت کے لئے آیا تھا۔ ان کی پیاس اس وقت بجھتی جب وہ اس کے خلیفہ کا دیدار کرتے۔ ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی کہ میں اپنے خلیفہ سے شرف ملاقات بھی حاصل کروں۔ چنانچہ کثیر تعداد میں لوگوں نے ملاقات بھی کی۔

اس کے علاوہ احباب زیادہ سے زیادہ مقامات مقدسہ کی زیارت کرتے، بیت الاقصیٰ اور بیت المبارک میں نوافل ادا کرتے دعائیں کرتے دار المسیح، سرخی کے نشان والا کمرہ، بیت الفکر، دالان حضرت اماں جان کی زیارت کرتے بیت الدعا میں نوافل ادا کرتے مجھے بھی ان جگہوں کی زیارت اور بیت الدعا میں نوافل کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہاں پہنچتے ہی انسان کی کیفیت کچھ اور ہی ہو جاتی ہے۔

مقامات مقدسہ میں بہشتی مقبرہ میں موجود مکان حضرت اماں جان، شہ نشین، جنازہ گاہ اور مقام ظہور قدرت ثانیہ کی زیارت کی توفیق بھی ملی۔

مقامات مقدسہ میں بہشتی مقبرہ ایک بہت ہی اہم جگہ ہے یہاں روزانہ ہی حضرت مسیح پاک اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول ورفقاء حضرت مسیح موعود کی قبور پر دعا کی توفیق ملی یہاں آکر تو خاص طور پر آپ (حضرت مرزا غلام احمد صاحب) کی صداقت کا احساس ہوتا ہے کہ اس قدر کثرت سے لوگ یہاں آتے ہیں اور آپ کی قبر مبارک پر دعا کرنے والوں کا تانتا بندھا رہتا ہے، کیا کسی جھوٹے کو ایسی عزت مل سکتی ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

میرے ایک دوست منور احمد صاحب جو پہلے عالم دین کے طور پر بڑے جوشیلے وعظ کیا کرتے تھے اور پھر 3,2 سال پہلے احمدی ہوئے ہیں نے بتایا کہ میں نے مختلف ممالک میں بے شمار بڑے بڑے بزرگوں کی قبور کی زیارت کی ہے لیکن حیرت ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے ماننے والے اگرچہ کروڑوں کی تعداد میں ہیں اور شدید عقیدت آپ سے رکھتے ہیں مگر آپ کی قبر مبارک پر کوئی بھی مشرکانہ حرکت نہیں کی جاتی۔ اس بات نے مجھے خوب متاثر کیا اور میرا ایمان اور بھی بڑھ گیا ہے۔

قادیان جیسے مقدس مقام میں جلسے کے تین دن درحقیقت روحانی صفائی و ایمانی ترقی کے لئے بہت ضروری ہیں اکثر دوستوں نے اس امر کا اظہار کیا کہ قادیان میں چونکہ دنیاوی دلچسپی کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ لہٰذا ہر وقت ہی انسان کا دھیان دینی کاموں اور عبادات کی طرف لگا رہتا تھا جلسے کی تقاریر روحانی علوم و معلومات میں اضافے کا باعث بنتیں۔ اپنی جماعت کے ہر طرح کے امیر غریب ومختلف رنگ ونسل کے لوگوں سے مل کر بھی جذبہ اخوت ورواداری بڑھتا ان دنوں کیفیات ہی ایسی رہتیں کہ اللہ تعالیٰ ہی یاد رہتا جس گلی سے گزریں وہاں دینی نظمیں لگی ہیں یا دینی کتب کے سٹال ہیں یا بینرز پر کوئی ارشادات وملفوظات لکھے ہیں نمازوں اور عبادات کا کچھ خاص سا لطف آتا۔ خوب دعاؤں کی توفیق ملتی۔ صبح صبح سردی کے موسم میں بستروں سے علیحدہ ہونا اور خدا کی یاد کے لئے بیت الاقصیٰ کی طرف روانگی اللہ اللہ کیا روحانی کیفیت ہوتی تھی۔ فجر کی نماز سے کہیں پہلے سب لوگ تہجد کے لئے بیت الاقصیٰ اکٹھے ہو رہے ہوتے تھے۔ ایک دوست نے تو کہا کہ ہمیں ایسا لگا کہ گویا جنت میں آگئے ہیں جہاں ہر طرف نیکی ہی نیکی ہے اور پھر اس جگہ سے واپس جانے کو دل نہیں کرتا۔

قادیان کے جلسہ میں مختلف قوموں اور زبانوں کے ستر ہزار احباب نے شرکت کی قادیان کی تاریخ میں اس جلسے کو ایک بہت بڑی تاریخی حیثیت بھی یوں حاصل ہوگئی کہ یہ قادیان کا وہ پہلا جلسہ سالانہ تھا کہ جس کے تینوں روز کی کارروائی MTA کے ذریعے پوری دنیا میں براہ راست سنی و دیکھی گئی نیز یہ جلسہ بھی اس موقع پر منعقد ہو رہا تھا جب خلافت کو (قمری لحاظ سے) 100 سال پورے ہو رہے تھے۔ نیز نظام وصیت کو بھی 100 سال پورے ہو رہے تھے۔ اور پھر ان سب سے بڑھ کر یہ کہ اس جلسے میں خود خلیفہ وقت بھی موجود تھے جلسے کے آخری روز جلسہ گاہ میں بیٹھا میں سوچ رہا تھا کہ خلیفہ وقت بھی کس قدر عظیم وجود ہوتا ہے۔ جس طرف وہ جاتا ہے اسی طرف اس کے پیچھے پیچھے کیمرہ چلا جاتا ہے وہ جس جگہ بھی ہو اس کے ارشادات اس کے ملفوظات اس کی تقاریر براہ راست ہم سنتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دل میں اس کی اس قدر عزت ڈالی ہے کہ ہر وقت اسے ہی دیکھتے رہنا اور سنتے رہنا چاہتے ہیں اور اسی کی نصائح ان کے لئے زندگی کا جام ہیں۔

محترم پروفیسر میاں محمد افضل صاحب

زمینِ قادیاں اب محترم ہے

ایک وہ وقت تھا کہ ؎
''کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر''

ایک چھوٹا سا غیر معروف گاؤں۔ اندھیروں میں لپٹا ہوا، مگر جب اس کے افق پر چودھویں کا چاند ابھرا تو ہر طرف چکا چوند ہوگئی۔ اجالا ہی اجالا، روشنی ہی روشنی جو پھیلتی ہی چلی گئی۔ اب اس خاموش گاؤں میں ہجوم خلق کی بات ہونے لگی اور یہ ہوئی پہلے جلسہ قادیان کے موقعہ پر۔ اجتماع تھا 75 افراد کا اور یہ تھا اس وقت کا جم غفیر۔ قادیان، یہ چھوٹا گاؤں، پھیلتا گیا۔ آبادی بڑھتی گئی اور بڑی تیزی سے مگر پھر ایک ملکی حادثہ، ایک انقلاب اور ہنستا بستا شہر تقریباً اجڑ گیا۔ بیوت جو نمازیوں سے بھری رہتیں، اب نمازیوں کی منتظر، مگر انہیں کیا خبر کہ وہ دعا گو تو تقسیم ملک پہ رخصت ہوگئے۔ مگر پھر بھی 313 درویش نامساعد حالات کے باوجود ڈٹ گئے، نہ حالات سے گھبرائے، نہ حادثات سے ڈرے۔ انہیں کے دم سے رونقیں بحال ہونے لگیں۔ قادیان پھر آباد ہونا شروع ہوا، روشنی بڑھنے لگی اور پھر وہ وقت آ گیا جب صد سالہ تقریبات منائی جانے لگیں۔ ایک لمبے، خاموش، خشک دور کے بعد نوید ملتی ہے کہ امام وقت تشریف لا رہے ہیں۔ قادیان نے انگڑائی لی اور 1991ء ایک اہم سنگ میل بنا۔ شہر ایسا بیدار ہوا کہ اس بیداری کو دنیا کے کناروں تک محسوس کیا گیا۔ اب ہجوم خلق کا خوبصورت نظارہ نظر آیا۔ دنیا کے کناروں سے ہوائی پروازیں۔ ریل گاڑیاں، بسیں عشاق کو لے کر آ رہی ہیں اور ہر سمت سے۔ ایک محبوب وجود ان تنگ گلیوں، ان دھول سے اٹی سڑکوں پہ بڑی تیز رفتاری سے چلتا ہوا نظر آتا ہے۔ آپ سٹیج پر سرفراز ہوتے ہیں تو وہی محبت و آشتی کا پیغام، صلح جوئی کی بات دہرا رہے ہیں جو امام الزمان نے اپنی کتاب پیغام صلح میں کہی اور سامعین جن میں ہندو اور سکھ صاحبان بھی ہیں، اس پیغام محبت کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ فضائیں معطر، خوشیاں گویا ناچتی ہوئیں۔ ایک سرور، ایک طمانیت، قادیان آباد، اہالیان شاد، ہمسائے خوش، مہمان مسرور۔

یہ تو رہی آج سے کوئی 14 سال پہلے کی بات۔ آج پھر ہجوم خلق کا احساس ہے۔ مگر وقت گزرنے پر ''ہجوم خلق'' کی تعریف بھی بدلتی رہتی ہے۔ اب یہ ہجوم پچیس تیس ہزار کا نہیں بلکہ ستر ہزار مشتاقان موجود، نہ جانے کہاں کہاں سے، کون کون سے ملک سے، دنیا کے کس کس کونے سے کھچے چلے آئے تا ایک بار پھر اس محبوب بستی، اس محبوب کی بستی سے جا ملیں۔ پاکستان کی قسمت بھی جاگ اٹھی۔ وہ مقدس بستی ہے تو لاہور سے چند ہی میل کے فاصلہ پر مگر آج ہر جگہ فاصلے میلوں سے نہیں ناپے جاتے، کئی اور ناپنے کے انداز موجود ہیں۔ اس لئے باوجود خواہش کے اور کوشش کے وہاں تک پہنچنا محال ہوتا ہے مگر آج کسی کی دعائے نیم شب سے یہ در وا ہوا۔ لاہور والے، کراچی اور پشاور والے اور نہ جانے کون کون سے شہر کے لوگ ایک قافلہ کی صورت میں اس پیاری بستی میں داخل ہو رہے ہیں اور پھر اس مقدس بستی میں تیز تیز قدم چلتے ہوئے بیوت کی طرف بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ ان محبوب گلیوں میں سے گزر کر جہاں امام الزمان کے مبارک قدم پڑے۔ ان بیوت کی طرف جن کی ایک ایک اینٹ اس بزرگ ہستی کی دعاؤں کی امین ہے اور اس بیت الدعا میں جو آج بھی ان کی دعاؤں سے معمور ہے۔ ان سب تک آج رسائی ممکن ہے۔ مگر ایک اور خوشخبری، آج پھر امام وقت یہاں جلوہ افروز ہیں۔ ان کی اقتداء میں نمازیں ادا ہو رہی ہیں۔ ان کی زیارت بھی اور ان سے ملاقات بھی ہو رہی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کی عالمانہ تقاریر سے مستفید ہونے کا موقع بھی مل رہا ہے۔ سٹیج سے آواز آ رہی ہے۔ خدا کا عشق مے اور جام تقویٰ، تقویٰ کی بات، تربیت کی بات، اصلاح نفس کی بات ہو رہی ہے۔ خواتین کے لئے قدرے مختلف موضوع۔ شرک سے اجتناب، شرک کو رد کریں، جھٹک دیں تا اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہو۔ یہ تو ہوئیں تربیت کی باتیں۔ مگر یہ بھی لازم کہ ہم عقائد صحیحہ سمجھیں اور دوسروں کو سمجھائیں تا رسول کریم ﷺ کا نام بلند ہو۔ ان سے محبت کا اظہار ہو اور ہر فرد جماعت اپنے اظہار اور کردار سے عشق قرآن کا ثبوت دے سکے۔

آج پھر ایک جم غفیر اور یوں معلوم ہوتا ہے گویا وہ زمانہ لوٹ آیا جب پرالی پہ بیٹھے بچے اور بوڑھے گھنٹوں دم بخود، بڑے انہماک اور توجہ سے اس تقریر دلپذیر کو سنا کرتے جو عالمانہ بھی اور پُرلطف بھی ہوتی۔ بڑی گہری فلسفیانہ باتیں ہو رہی ہیں اور پھر ایک کھنکھناتا ہوا لطیفہ محفل کو زعفران زار بنا دیتا ہے۔ ایک سیر روحانی کی بات ہو رہی ہے۔ سال پہ سال گزرتے چلے جاتے ہیں لیکن موضوع مکمل نہیں ہو رہا۔ مینا بازار کی بات شروع ہوئی تو سامعین کو ایک روحانی بازار میں پہنچا دیا گیا۔ ایک ایسا بازار جس میں عجیب حساب دیکھا کہ بیچنے والے بہت سے تھے مگر گاہک ایک ہی تھا۔ پھر جتنے بیچنے والے تھے وہ سب کے سب صرف دو چیزیں بیچتے تھے اور جو گاہک تھا وہ ان دو چیزوں کے بدلے انہیں بہت کچھ دے دیتا تھا۔ (سیر روحانی ص 218)
کتنی انوکھی بات، مگر کتنی خوبصورت تفسیر اس آیت کی جس میں کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کے نفس اور اموال خرید لئے اور انہیں ان کے بدلے میں جنت دے دی۔ (التوبہ: 111) کتنی اعلیٰ، کتنی خوب، کتنے انوکھے انداز میں آیت کی تفسیر اور پھر سال پہ سال گزرتے گئے مگر موضوع مکمل نہیں ہو رہا۔ پرانے قلعوں، مقبروں، بازاروں کی بات اور پھر کتنے انوکھے انداز میں۔ تھی تو ایک سیر کی بات مگر اسے منسلک کیا گیا قرآنی آیات سے۔ تفسیر کا کتنا خوبصورت انداز، کیا عمدہ تفسیر اور اس کا کتنا خوبصورت انداز۔

آج بھی کچھ ایسا ہی سماں، ویسی ہی محفل، ویسی ہی رونقیں اور بات ہو رہی ہے۔ وہی بات مگر ایک اور انداز میں۔ آج بھی مومنوں کے نفس اور اموال خریدنے کی بات ہو رہی ہے اور انہیں جنت کی بشارت دی جا رہی ہے۔ کتنا خوبصورت توارد، مگر یہ بات ہے نظام وصیت کے ضمن میں۔ آج اس نظام کو جاری ہوئے سو سال بیت گئے۔ اس لئے ایک صد سالہ تقریب۔ اس لئے اس اجتماع کو جشن صد سالہ بھی کہہ سکتے ہیں، مگر یہاں تو دو صد سالہ جشن اکٹھے ہوگئے۔ آج خلافت احمدیہ کو بھی سو سال (قمری) ہوگئے۔ آج سے سو سال قبل یہ تسلی دی گئی اور یہ نوید دی گئی کہ ''غمگین مت ہو'' کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے ...... وہ دائمی ہے، جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ (الوصیت ص 5) سو ہم خوش قسمت ہیں کہ اس دوسری قدرت کو دیکھنا نصیب ہوا۔ سہارا ملا، راہنمائی ملی، ان کی معیت حاصل ہوئی۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ یہ سب کچھ ملا، مگر میں تو ایک ضروری بات بھولے جا رہا ہوں۔ امام الزماں کو خدا نے یہ نوید دی میں تیرے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ آج وہ پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچ رہا ہے۔ مگر ذرا توقف کیجئے۔ پہلے ذرا اس جملہ پہ تو غور کر لیں۔ اس خدائی نوید، اس جملہ میں دو باتیں قابل غور ہیں ایک تو ''تیری......'' اور دوسرے ''میں''، گویا پیغام کو ترتیب تو دے یہ جماعت مگر ضمانت دے رہا ہے اللہ تعالیٰ کہ وہ خود اس پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کا اہتمام کرے گا اور ایسا ہوتے ہوئے ہم نے خود دیکھا۔ آج پہلی بار ایم ٹی اے کی نشریات قادیان سے نشر ہو رہی ہیں اور پہنچ رہی ہیں۔ دنیا کے کناروں تک۔ اس لحاظ سے بھی یہ جلسہ تاریخ ساز ٹھہرا۔ پیغام نشر ہو رہا ہے قادیان سے اور حضور کی آواز پہنچ رہی ان ملکوں تک جو دنیا کے کنارے کہلا سکتے ہیں۔ مگر یہ بات بڑھانے سے پہلے اگر اجازت ہو تو موضوع سے تھوڑا سا ہٹ جاؤں۔

ایک واقعہ یاد آ رہا ہے۔ یہ بات ہے 1937ء یا 1938ء کی۔ گجرات شہر کے ایک خانہ خدا میں پہلی بار لاؤڈ سپیکر لگایا گیا۔ مولانا کی آواز گونجی تو کئی کان کھڑے ہوگئے۔ یہ کیا؟ یہ ''شیطانی آلہ'' خدا کے گھر میں کیسے گھس آیا۔ لوگ احتجاجاً اکٹھے ہونے شروع ہوئے۔ ایک ہجوم ایک بے قابو ہجوم، آوازے کستا، شور مچاتا، اس شیطانی آلہ کا ایک متبرک مقام میں داخلہ کے خلاف احتجاج کرتا بڑھتا چلا گیا۔ انگریز ڈپٹی کمشنر کو مداخلت کرنا پڑی۔ اس نے آلہ باعث نزاع کو وہاں سے ہٹوا دیا۔ اس نے سوچا تو ہوگا کہ کیسے نادان لوگ ہیں کہ ایک مفید سائنسی آلہ کو اس طرح زمین پر پٹخ رہے ہیں لیکن وہ خاموش رہا۔ سچ ہے ہیرے کی قدر جوہری ہی جانتا ہے۔ تو آئیے کسی قدردان کی تلاش کریں۔

یہ قادیان ہے اور سن ہے 1938ء۔ بیت اقصیٰ میں لاؤڈ سپیکر نصب کیا جاتا ہے اور یہاں کیفیت ملاحظہ کیجئے۔ ایک بہت بڑے ویژنری (Visionary) کی بات سنئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اس پر فرمایا:

''اب وہ دن دور نہیں کہ ایک شخص اسی جگہ پر بیٹھا ہوا ساری دنیا میں درس و تدریس پر قادر ہو سکے گا...... اللہ تعالیٰ کے فضل سے قریب زمانہ میں ...... بالکل ممکن ہے کہ قادیان میں قرآن و حدیث کا درس دیا جا رہا ہو اور جاوا کے لوگ اور امریکہ کے لوگ اور انگلستان کے لوگ اور فرانس کے لوگ اور جرمنی کے لوگ اور آسٹریا کے لوگ اور ہنگری کے لوگ اور عرب کے لوگ اور ایران کے لوگ اور اسی طرح اور تمام ممالک کے لوگ اپنی اپنی جگہ وائرلیس سیٹ لئے ہوئے وہ درس سن رہے ہوں''۔ (الفضل 13 جنوری 1938ء)

حضور نے اسے ایک ''عالی شان انقلاب'' قرار دیا اور اس نظارے کا تصور کر کے اسے ایک ''شاندار نظارہ'' قرار دیا۔ الحمدللہ آج ہم نے بچشم خود یہ شاندار نظارہ دیکھا جس کا 67 سال قبل تصور کیا گیا تھا۔

آج پہلی بار ایم ٹی اے کی نشریات براہ راست قادیان سے نشر ہوئیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے الفاظ میں ''آج ہمارے دل مسرت و انبساط سے لبریز ہوئے کیونکہ آج یہ آواز دنیا کے کناروں تک پہنچی''۔

اس جلسہ قادیان کے متعلق ایک اور بات کہہ کے مضمون ختم کرتا ہوں۔ جماعت کا جلسہ سالانہ عام طور پر 26 تا 28 دسمبر کو ہوتا رہا اور انشاءاللہ آئندہ جلسے بھی ہوتے رہیں گے۔ اس دفعہ قادیان میں صورتحال یہ تھی کہ 25 دسمبر تک دھند کا غلبہ تھا۔ خدشہ یہ تھا کہ لوگوں کو گیلی جگہ پر بیٹھنا پڑے گا اور پھر دوسری اہم بات، کیا ایسی دھند میں ایم ٹی اے کے کیمرے صحیح، واضح فوٹوگرافی کر کے اپنا فرض احسن انداز میں نبھا سکیں گے۔ 26 کی صبح طلوع ہوئی تو دھند غائب اور چمکتا، مسکراتا ہوا سورج، وہ بھی خوش اور کیمرے والے بھی خوش۔ یہ موسم کی تبدیلی، یہ اچانک تبدیلی کیسے ہوئی۔ یہ انی معک یا مسرور کا کرشمہ تھا۔ جب اللہ کا فضل امامِ مکرم کے شاملِ حال ہو تو دھند چھٹ سکتی ہے، سورج مسکرا سکتا ہے، دن روشن ہو سکتا ہے اور ایسا ہی ہوا۔ سو جلسہ کے تینوں روز سورج بھی بڑے اشتیاق سے اس اجتماع، اس اہم جلسہ قادیان کو جی بھر کر دیکھتا رہا۔ وہ بھی خوش جلسہ میں شمولیت کرنے والے احباب بھی مسرور۔ اللہ امام مسرور کے ہاتھ میں ہاتھ دینے والوں کو ہمیشہ مسرور رکھے۔ آمین

خبریں
قومی اخبارات سے

بے نظیر اور نواز شریف الیکشن نہیں لڑ سکتے: صدر پرویز مشرف نے کہا ہے کہ بے نظیر اور نواز شریف نااہل قرار دیئے جاچکے ہیں اس لئے دونوں الیکشن نہیں لڑ سکتے۔ میں ذاتی طور پر چاہتا ہوں کہ مجلس عمل جیسی پارٹیاں اقتدار میں نہ آئیں۔ آئندہ انتخابات میں مجلس عمل کے نہ جیتنے سے حکومت کا امیج بہتر ہوگا۔ نواز شریف نے میری ہمدردی کا غلط جواب دیا۔ ان کا جوش چند دنوں میں ٹھنڈا ہوجائے گا۔ لندن میں ان کے بیانات افسوسناک ہیں۔

توہین آمیز کارٹون کی پُرزور مذمت: ڈنمارک میں شائع ہونے والے توہین آمیز کارٹون کی پُرزور مذمت کرتے ہوئے صدر جنرل پرویز مشرف نے کہا ہے کہ جس طریقے سے کارٹون چھاپا گیا یہ زیادتی ہے اور بہت غلط ہے اس سے پوری دنیا کے مسلمانوں کے جذبات مشتعل اور مجروح ہوئے۔ حیرت ہوتی ہے کہ پڑھے لکھے لوگ ایسا کر رہے ہیں۔ ایسے کارٹون کی اشاعت آزادی صحافت نہیں۔

دنیا بھر میں احتجاج: توہین آمیز کارٹون کی اشاعت کے خلاف دنیا بھر کے مسلمانوں کی طرف سے احتجاج کا سلسلہ جاری ہے۔ پاکستان نے اقوام متحدہ میں سخت احتجاج کیا اور کہا ہے کہ یہ سوچی سمجھی سازش ہے۔ پاکستان کی سینٹ اور سندھ اسمبلی میں مذمتی قراردادیں منظور کی گئی ہیں۔ قومی اسمبلی میں مجلس عمل نے احتجاجاً واک آؤٹ کیا۔ انڈونیشیا میں ڈینش سفارتخانے پر حملہ کیا گیا۔ جکارتہ میں مظاہرین سفارتخانے میں گھس گئے۔ فلسطین، عراق، ترکی اور دیگر ممالک میں ڈنمارک کے پرچم جلا دیئے گئے۔ توہین آمیز کارٹون کئی یورپی ملکوں نے بھی شائع کر دیئے ہیں۔

مصری جہاز سمندر میں ڈوب گیا: مصر کا ایک بحری جہاز بحیرہ احمر میں ڈوب جانے سے قریباً 1300 افراد کی ہلاکت کا خدشہ ہے جبکہ 100 کو زندہ بچا لیا گیا۔ حادثہ خراب موسم کے باعث پیش آیا۔

محرم میں سیکیورٹی الرٹ: محرم الحرام کے دوران ملک بھر میں امن وامان یقینی بنانے اور کسی بھی ناخوشگوار واقعے سے نمٹنے کے لئے سیکیورٹی الرٹ کر دی گئی ہے۔ حساس علاقوں میں پولیس گشت کر رہی ہے۔ سرگودھا اور سلانوالی کا کنٹرول فوج نے سنبھال لیا ہے۔

حکومت والے بے رحم ہیں: جمہوری وطن پارٹی کے سربراہ نواب اکبر بگٹی نے کہا ہے حکومت والے بے رحم ہیں۔ ہمیں آسمان سے جواب مانگنا چاہئے۔ ہمارے خلاف غلط مقدمات درج کئے جا رہے ہیں۔ ایسا کرنا بہت آسان ہے۔ اختیار ملنے پر ہم بھی کر سکتے ہیں۔

80 لاکھ بچے بیماریوں کا شکار: ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ دنیا میں 80 لاکھ بچے پیدائشی طور پر سنگین بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ ان بچوں میں سے اکثریت 5 سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے ہی موت کے منہ میں چلی جاتی ہے۔ 33 لاکھ بچے نوعمری میں ان پیدائشی نقائص کے باعث ہلاک ہوتے ہیں۔ سوڈان میں 1000 بچوں میں سے 82 فیصد پیدائشی بیماریوں میں مبتلا ہوئے ہیں۔ یہ شرح دنیا میں سب سے زیادہ ہے۔ فرانس میں یہ شرح 39 فیصد ہے۔

زمین سے ملتا جلتا سیارہ۔ ماہرین فلکیات کی عالمی ٹیم نے نظام شمسی سے باہر زمین سے ملتا جلتا سیارہ دریافت کیا ہے۔ جو زمین سے پانچ گنا بڑا ہے اور زمین سے پچیس ہزار نوری سال کے فاصلے پر ہے۔

داخلہ کمپیوٹر کورسز
خدام الاحمدیہ پاکستان

خدام الاحمدیہ پاکستان کے زیر اہتمام مندرجہ ذیل کورسز کا اجراء کیا جا رہا ہے۔ داخلہ کے خواہشمند حضرات اپنی درخواستیں 10 فروری تک دفتر خدام الاحمدیہ میں جمع کروادیں۔ داخلہ فارم دفتر سے حاصل کیا جاسکتا ہے کلاسز کا اجراء 11 فروری 2006ء سے ہوگا۔

1۔ Introduction to MS Windows & Office (Word, Excel, PowerPoint)

دورانیہ 3 ماہ فیس کورس -/1000 روپے

2- Web page Development

Html, ASP,VB Scrit

دورانیہ 2 ماہ فیس کورس -/1500 روپے

3- Oracle Developer 2000

دورانیہ 3 ماہ فیس کورس -/3000 روپے

نوٹ: طلباء کسی Programming Language میں کام کرنا جانتے ہوں۔

(انچارج طاہر کمپیوٹر انسٹیٹیوٹ)

ضرورت باورچی

دارالضیافت ربوہ میں انگلش، چائنیز اور دیگر ہر قسم کے کھانے پکانے کے ماہر باورچی کی فوری ضرورت ہے۔ جو کھانے پکانے کے علاوہ باورچی خانہ کے دیگر سٹاف کو کنٹرول کرنے کی بھی صلاحیت رکھتا ہو۔ الاؤنس کے علاوہ حسب قابلیت اضافی مراعات بھی دی جائیں گی۔ امیدوار اپنے تجربہ کی اسناد کے ہمراہ اپنی درخواست صدر/امیر کی تصدیق سے خاکسار کو بھجوائیں۔ (نائب ناظر دارالضیافت)

ربوہ میں طلوع وغروب 6 فروری

طلوع فجر	5:33
طلوع آفتاب	6:56
زوال آفتاب	12:23
غروب آفتاب	5:49

انگلش میڈیم (ایئر کنڈیشنڈ)
نرسری کلاسز کے لئے فی میل ٹیچرز سے درخواستیں مطلوب ہیں۔ تمام درخواستیں پرنسپل صاحب کے نام صدر محلّہ کی تصدیق کے ساتھ ادارہ ہذا میں جمع کروائیں۔
Twinkle Star Nursery School Rabwah
15 Nasir Abad Sharqi (Rabwah) Chenab Nagar
Ph: 6211800, Fax: 6211800 Mob: 0333-5298174
Email: starrbw@hotmail.com

الفضل روم کولر گیزر
بھاری چادر کے لائف ٹائم گارنٹی کے ساتھ گیزر تیار کروائیں نیز پرانا گیزر بھی تبدیل کروا سکتے ہیں۔
فیکٹری: 265-16-B1 کالج روڈ نزد اکبر چوک ٹاؤن شپ لاہور
042-5114822-5118096

Waqar Brothers Engineering Works
پروپرائٹر وقار احمد مغل
Corbide Daies Corbide parts
Silver Brose instruments.
Shop No.4 Shaheen Market Madni Road new Dhurm pura Mustfa Abad Lahore mob:0300-9428050

A day with the University Of Dundee; Scotland UK.
Miss. Katrina. A.M Hastings (International Officer) will deliver a lecture about the opportunities of higher education in Scotland: U.K Entry is free.
Vanue & Dates: Rabwah: 05th February 06 Time 2:15pm to 4:00pm (Hall Khudamul Ahmadiyya Makami)
Lahore: 8th February 06 (at Pc Hotel) Board Room "D"
Time 11:00 to 6:00 pm
For Further Information: Mr. Farrukh Luqman
829-C Faisal Town, Lahore Pakistan Mobile#+92-0301-4411770
Office#+92-42-5177124/5162310 Fax#+92-42-5164619
Email: edu_concern@cyber.net.pk, URL: www.educoncern.tk

تریاق مثانہ
کثرت پیشاب کی مفید ترین دوا
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
فون: 047-6212434 فیکس: 6213966

نورتن جیولرز ربوہ
فون گھر: 6214214
فون دکان: 047-6211971 / 6216216

شوگر کا علاج
HOLISMOPATHY
ہومیو ڈاکٹر پروفیسر محمد اسلم سجاد۔ ربوہ
047-6212694 Mob: 0333-6717938

FB کے سٹوڈنٹ ڈراپس
ذہنی صلاحیت کو بڑھا کر امتحان میں کامیابی کی ضمانت ہیں
ایف بی ہومیو کلینک
طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ فون: 047-6212750

نواز سیٹلائٹ
پروپرائیٹر: شوکت ریاض قریشی
MTA کی کرسٹل کلیئر نشریات کیلئے ڈیجیٹل ریسیور اور UPS بارعایت دستیاب ہیں۔
3 ہال روڈ لاہور Off: 042-7351722
Mob: 0300-9419235 Res: 5844776

اہل ربوہ کیلئے خوشخبری
بہتر معیار صحت، بہتر زندگی
پکانے کا خالص کینولا آئل ولی آئل ملز
خوبیاں یہ جمتا نہیں کولیسٹرول اور ہیک سے پاک
وٹامن ای سے بھرپور صاف شفاف ٹرپل ریفائنڈ شدہ
توانائی بخش۔ کھانوں کی قدرتی لذت کو نکھارتا ہے
دل کے مریضوں کیلئے موزوں ترین
-/50 روپے فی لیٹر
برائے رابطہ 03007715399
047 6214799
سمیع اللہ باجوہ۔ عمر مارکیٹ نزد گلشن احمد نرسری ربوہ

C.P.L 29-FD